بدگو آدمی تین اشخاص کو مجروح کرتا ہے، اول اپنے آپ کو، دوم جس کی برائی کرتا ہے اور سوم جو اس کی برائی سنتا ہے۔ (حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ)

مسلم عائلی قوانین آرڈیننس ۱۹۶۱ء کی دفعہ ۴

(یتیم پوتے وغیرہ کی میراث)

اسلامی احکام کی روشنی میں تحقیقی جائزہ

(پہلی قسط)

ڈاکٹر مولانا انعام اللہ
چیف ریسرچ آفیسر اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد

اسلامی معاشی نظام کا بنیادی فلسفہ یہ ہے کہ سرمایہ اور ذرائعِ سرمایہ گردش میں رہیں، اور معاشرے کے تمام افراد استحقاق کی بنیاد پر اپنا اپنا حصہ حاصل کریں، اسلامی احکامِ میراث میں یہی فلسفہ کارفرما ہے۔ احکامِ میراث کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ دیگر احکام کے برعکس ان احکام کے جزئیات تک قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں، تاہم اُصولی طور پر قرآن مجید میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ میراث کے استحقاق کا دار و مدار قرابت پر ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

۱:- ’’لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَکَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُوْنَ۔‘‘(۱)

۲:- ’’وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَکَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ۔‘‘(۲)

مزید برآں! دو اور باتوں کا بھی اہتمام کیا گیا ہے، ایک یہ کہ ذوی الفروض کے حصے مقرر کردیئے گئے ہیں، تاکہ ان میں سے کوئی وارث محروم نہ ہو۔ دوسرا یہ کہ عصبات کی درجہ بندی کی گئی ہے، تاکہ اقرب کا حق ابعد پر مقدم ہو۔ غرض یہ کہ زمانۂ جاہلیت میں انسانوں کے بنائے گئے ظالمانہ قوانین کے برعکس انصاف پر مبنی ایک جامع نظامِ میراث انسانیت کو فراہم کیا گیا جس کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ معاشرے کے کمزور افراد و طبقات، بالخصوص خواتین اور بچوں کے حقِ میراث کا تحفظ کیا گیا۔ اسلامی احکامِ میراث میں اولاد کو فی الجملہ عصبات کے درجے میں رکھا گیا ہے اور عصبات کے لیے اقرب فالاقرب کا اصول وضع کیا گیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ قریبی عصبہ کی موجودگی میں بعیدی عصبہ کو میراث نہیں ملے گی، یعنی صلبی اولاد کی موجودگی میں پوتے وغیرہ میراث کا استحقاق نہیں رکھتے، اگرچہ وہ یتیم ہوں۔ تاہم جب پاکستان میں مسلم آرڈیننس ۱۹۶۱ء فیملی لاء کا نفاذ کیا گیا، تو اس

قانون کی دفعہ۴ میں یتیم پوتے وغیرہ کو میراث کا مستحق قرار دیا گیا۔ اس وقت علماء اور دینی علوم کے ماہرین کی طرف سے اس پر بڑی تنقید کی گئی، اور اس دفعہ کو ختم کرنے کا پرزور مطالبہ کیا گیا۔ لیکن یہ دفعہ ابھی تک اپنی اصلی حالت میں موجود ہے، اور قانون کا حصہ ہے۔

زیرِ نظر مضمون میں مسلم عائلی قوانین آرڈیننس ۱۹۶۱ء کی دفعہ۴ کا قرآن وسنت اور فقہ اسلامی کی روشنی میں اس حوالے سے جائزہ لیا گیا ہے کہ اس دفعہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا یہ دفعہ شرعی احکام کے مطابق ہے؟ یا شرعی احکام سے متصادم؟ اگر متصادم ہے تو کون سے اصول واحکام سے متصادم ہے؟ اور کن پہلوؤں سے؟ ذیل کی سطور میں ان سوالات کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

دفعہ نمبر:۴- وراثت کا متن

> ''اگر وراثت کے شروع ہونے سے پہلے مورث کے کسی لڑکے یا لڑکی کی موت واقع ہو جائے تو ایسے لڑکے یا لڑکی کے بچوں کو (اگر کوئی ہوں) بحصۂ رسدی وہی حصہ ملے گا جو اس لڑکے یا لڑکی کو (جیسی کہ صورت ہو) زندہ ہونے کی صورت میں ملتا۔''

دفعہ۴- ''وراثت'' کا تجزیہ

اس دفعہ میں بیان کردہ صورت مسئلہ یہ ہے کہ یتیم پوتے، پوتیاں، نواسے اور نواسیاں اپنے دادا/ نانا کے ترکہ میں سے مطلقاً میراث کے حقدار ہیں، یعنی اگر کسی شخص کی ایک سے زیادہ صلبی اولاد (بیٹے/ بیٹیاں) ہوں، اس شخص کی زندگی میں ان میں سے کسی ایک کا انتقال ہوجاتا ہے اور وہ (مرحوم) اپنے پیچھے اولاد (بیٹے/ بیٹیاں) چھوڑ جاتا ہے- جو عرف میں یتیم کہلاتے ہیں- یہ بچے اپنے دادا/ نانا کے مال کے وارث ہوں گے۔ جب بھی دادیا نانا کا انتقال ہوگا، ان کو دادا/ نانا کے ترکہ میں سے میراث ملے گی، جس کی مقدار کا معیار ان کے (مرحوم) والد یا والدہ کا حصہ ہے۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو جتنی میراث کے وہ مستحق ہوتے، وہی میراث اب ان بچوں کو ملے گی، اگرچہ ان بچوں کا چچا اور پھوپھی یا ماموں اور خالہ زندہ ہوں۔ خلاصہ یہ کہ یتیم پوتے/نواسے' دادا/ نانا کے ترکہ میں مطلقاً میراث کے حقدار ہیں۔

شرعی نقطۂ نظر اور ورثاء کی اقسام

شریعت کے نقطۂ نظر سے اس دفعہ کی حیثیت کیا ہے؟ کیا یہ شریعت کے احکام میراث کے مطابق ہے؟ یا متصادم؟ اگر متصادم ہے تو کون سے احکام سے؟ اور کس کس حوالے سے متصادم ہے؟ ذیل کی سطور میں ان سوالات کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔ تاہم تمہیدی طور پر پہلے ورثاء کی اقسام اور ان کی تعریفات پیش کی جاتی ہیں جو درج ذیل عبارت میں بیان کی گئیں ہیں:

’’وَيُسْتَحَقُّ الْإِرْثُ بِرَحِمٍ وَنِكَاحٍ وَوَلَاءٍ، وَالْمُسْتَحِقُّوْنَ لِلتَّرِكَةِ عَشَرَةُ أَصْنَافٍ مُرَتَّبَةٌ: ذَوُو السِّهَامِ ثُمَّ الْعَصَبَاتُ النَّسَبِيَّةُ ثُمَّ السَّبَبِيَّةُ ... ثُمَّ ذَوُو الْأَرْحَامِ ... وَالسِّهَامُ الْمَفْرُوْضَةُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ – تَعَالٰی – : الثُّمُنُ وَالسُّدُسُ ... وَالرُّبُعُ ... وَالنِّصْفُ ... وَالثُّلُثُ ... وَالثُّلُثَان. الْعَصَبَاتُ، وَهُمْ نَوْعَان: عَصَبَةٌ بِالنَّسَبِ، وَعَصَبَةٌ بِالسَّبَبِ. أَمَّا النَّسَبِيَّةُ فَثَلَاثَةُ أَنْوَاعٍ: عَصَبَةٌ بِنَفْسِهٖ، وَهُوَ كُلُّ ذَكَرٍ لَا يَدْخُلُ فِي نِسْبَتِهٖ إِلَى الْمَيِّتِ أُنْثٰی... وَعَصَبَةٌ بِغَيْرِهٖ، وَهُمْ أَرْبَعٌ مِنَ النِّسَاءِ يَصِرْنَ عَصَبَةً بِإِخْوَتِهِنَّ، ... وَعَصَبَةٌ مَعَ غَيْرِهٖ، وَهُمُ الْأَخَوَاتُ لِأَبَوَيْنِ أَوْ لِأَبٍ يَصِرْنَ عَصَبَةً مَعَ الْبَنَاتِ وَبَنَاتِ الِابْنِ ...وَذَوُو الْأَرْحَامِ: كُلُّ قَرِيْبٍ لَيْسَ بِذِيْ سَهْمٍ وَلَا عَصَبَةٍ، وَهُمْ كَالْعَصَبَاتِ ، مَنِ انْفَرَدَ مِنْهُمْ أَخَذَ جَمِيْعَ الْمَالِ، وَالْأَقْرَبُ يَحْجُبُ الْأَبْعَدَ، وَهُمْ أَوْلَادُ الْبَنَاتِ، وَأَوْلَادُ بَنَاتِ الِابْنِ، الخ۔‘‘(۳)

’’میراث کا استحقاق قرابت، نکاح اور ولاء کی بنیاد پر بنتا ہے اور ترکہ کے مستحق دس قسم کے لوگ ہیں: ذوی الفروض، پھر عصبہ نسبیہ، پھر عصبہ سببیہ، پھر ذوی الارحام۔ قرآن مجید میں مقرر کردہ حصے: ثمن، سدس، ربع، نصف، ثلث اور ثلثین ہیں۔ عصبات دو قسم پر ہیں: عصبہ نسبیہ اور عصبہ سببیہ، عصبہ نسبیہ تین قسم پر ہے: ۱: - عصبہ بنفسہ: یعنی ہر مرد جس کی میت کی طرف نسبت کرنے میں عورت کا واسطہ نہ ہو۔ ۲: - عصبہ بغیرہ: چار عورتیں ہیں، جو اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ بن جاتی ہیں۔ ۳: - عصبہ مع غیرہ: یعنی عینی یا علاتی بہنیں، جو بیٹیوں اور پوتیوں کے ساتھ عصبہ بن جاتی ہیں۔ ۴: - ذووالأرحام: ہر وہ رشتہ دار، جو ذوی الفروض اور عصبہ میں سے نہ ہو، یہ میراث لینے میں عصبات کی طرح ہے، اگر اکیلا ہو تو سارا مال لے لیتا ہے، اور اَقرب اَبعد کو مجوب (محروم) کر دیتا ہے، وہ بیٹیوں اور پوتیوں کی اولاد ہیں الخ)۔‘‘

دفعہ۴ کی رو سے ظہور پذیر ہونے والی صورتیں

دفعہ: ۴ ’’وراثت‘‘ کو درست تسلیم کرنے کی صورت میں حکم کے اعتبار سے عملاً تین صورتیں پیش آ سکتی ہیں، جن پر اس دفعہ کا اطلاق ہوگا:

پہلی صورت

یتیم پوتا دادا کا وارث بن جائے، جبکہ اس کا چچا یعنی دادا کا بیٹا موجود ہو۔

دوسری صورت

یتیم پوتی دادا کی وارث بن جائے، جبکہ اس کی پھوپھی، یعنی دادا کی بیٹی موجود ہو اور دادا کی

بہن بھی حیات ہو۔

تیسری صورت

یتیم نواسے/ نواسیاں نانا کے وارث بن جائیں، جبکہ ان کے ماموں/ خالہ، یعنی نانا کی صلبی اولاد موجود ہو۔

یہ تینوں صورتیں شریعتِ مطہرہ کی نصوص اور ان نصوص میں بیان کردہ احکامِ شرعیہ سے متصادم ہیں، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

پہلی صورت

یتیم پوتا دادا کا وارث بن جائے، جبکہ اس کا چچا یعنی دادا کا بیٹا موجود ہو۔

توضیح

اگر فرض کرلیا جائے کہ دادا کی وفات کے وقت ایک یتیم پوتا اور ایک صلبی بیٹا موجود ہیں، تو عائلی قوانین کی دفعہ:۴ کی رو سے یتیم پوتے کو دادا کے مال میں سے آدھا حصہ مل جائے گا، اور بقیہ آدھا دادا کے صلبی بیٹے کو مل جائے گا، جبکہ شریعتِ مطہرہ کی رو سے سارا مال یا ترکہ بیٹے کو ملے گا، پوتے کو کچھ نہیں ملے گا۔ ظاہر ہے کہ دونوں احکام ایک دوسرے سے بالکل متصادم ہیں۔ بہرحال! شرعی حکم کی بنیاد اور دلیل قرآنی نصوص، احادیثِ نبویہ، آثارِ صحابہؓ اور اجماعِ اُمت ہے، جس کی تفصیل ذیل کی سطور میں ملاحظہ ہو:

احکامِ میراث کا مشہور قاعدہ

’’قریبی رشتہ دار کی موجودگی میں دور کے رشتہ دار محروم ہوتے ہیں۔‘‘

اس قاعدہ کی بنیاد قرآن وسنت میں صراحۃً مذکور دو اصولوں پر ہے:

الف: - میراث کا دار و مدار رشتے کے لحاظ سے اقربیت پر ہے۔ ب: - استحقاقِ وراثت میں حجب (بعض ورثاء کا میراث سے محروم ہونے) کا قانون جاری ہے۔

پہلا اصل: حسبِ ذیل نصوص (آیات واحادیث) میں بیان ہوا ہے:

’’لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَکَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَکَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ کَثُرَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا۔‘‘(۴)

’’مردوں کا بھی حصہ ہے اس میں جو چھوڑ مریں ماں باپ اور قرابت والے، اور عورتوں کا

بھی حصہ ہے اس میں جو چھوڑ مریں ماں باپ اور قرابت والے، تھوڑا ہو یا بہت ہو، حصہ مقرر کیا ہوا ہے۔‘‘

’’وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُوْنَ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا۔‘‘(۵)

’’اور ہر کسی کے لیے ہم نے مقرر کر دیئے ہیں وارث اس مال کے کہ چھوڑ مریں ماں باپ اور قرابت والے اور جن سے معاہدہ ہوا تمہارا ان کو دے دو ان کا حصہ، بیشک اللہ کے روبرو ہے ہر چیز۔‘‘

ان دونوں آیاتِ کریمہ میں لفظ ’’الْأَقْرَبُوْنَ‘‘ میں میراث کی علت کی تصریح ہے کہ رشتے میں اقربیت ہے، امام قرطبیؒ پہلی آیتِ کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

’’قَالَ عُلَمَاؤُنَا: فِيْ هٰذِهِ الْأٰيَةِ فَوَائِدُ ثَلَاثٌ: إِحْدَاهَا- بَيَانُ عِلَّةِ الْمِيْرَاثِ وَهِيَ الْقَرَابَةُ۔‘‘(۶)

’’ہمارے علماء نے فرمایا کہ: اس آیت میں تین فائدے ہیں، پہلا یہ کہ علتِ میراث کا بیان کہ وہ قرابت ہے۔‘‘

اس علت کی عملی تطبیق یوں کی گئی ہے کہ وراثت قرابت کی بنیاد پر ملتی ہے۔ قرآن مجید میں جن رشتہ داروں (ذوی الفروض) کے حصے مقرر کیے ہیں، ان سے بچنے والا مال عصبات میں تقسیم ہوگا، تو جو رشتہ دار جتنا زیادہ قریب ہوگا، وہ پہلے مستحق ہوگا۔ حدیثِ نبوی میں قطعیت کے ساتھ اس اصول کو بیان کیا گیا ہے:

’’عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَلْحِقُوْا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا، فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ۔‘‘(۷)

’’ابن عباس ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: قرآن مجید کے مقرر کردہ حصے اصحابِ فرائض کو دے دو، پھر جو باقی رہے وہ سب سے زیادہ قریبی مرد رشتہ دار کو دیا جائے۔‘‘

یہ حدیث شریف اکثر کتبِ حدیث میں مذکور ہے، اس لحاظ سے متواتر معنوی کی حیثیت رکھتی ہے، جبکہ اس کے مضمون پر اُمت کا اجماع ہے، بشمول ان لوگوں کے جو پوتے/نواسے کو دادا کے وارث قرار دیتے ہیں، اس لیے کہ دیگر رشتہ داروں کے حوالے سے اسی حدیث شریف پر عمل ہے۔ گویا اس حدیث کے حوالے سے تواترِ عملی بھی موجود ہے۔(۸)

اس حدیث شریف میں یہ اصول بیان کیا گیا ہے کہ میت کے ترکہ میں سے اصحاب الفرائض سے بچنے والا مال عصبات کو ’’الأقرب فالأقرب‘‘ کے اصول سے تقسیم ہوگا، یعنی اقرب (قریبی رشتہ

دار) کی موجودگی میں اَبعد (دور کا رشتہ دار) محروم ہو جائے گا۔ ’’فلأولٰی رجلٍ ذکرٍ‘‘ کے الفاظ اس معنی پر دلالت کرنے میں صریح ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ امام نوویؒ کے حوالے اس حدیثِ نبوی کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’قال النووي: أجمعوا على أن الذي يبقٰى بعد الفروض للعصبة يقدم الأقرب فالأقرب ، فلا يرث عاصب بعيد مع عاصب قريب۔‘‘(۹)

دوسرا اصل: ’’وراثت میں حجب کا قانون جاری ہے۔‘‘

لغت میں ’’حجب‘‘ کا معنی ہے چھپانا، علمِ میراث میں حجب کا مفہوم یہ ہے کہ قریبی رشتہ دار کی موجودگی میں بعید رشتہ دار محروم ہوتے ہیں، جس کی دو صورتیں ہیں، ایک رشتہ دار کی وجہ سے دوسرے رشتہ دار کا حصہ کم ہو جائے، اس کو حجبِ نقصان کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ایک رشتہ دار کی وجہ سے دوسرا رشتہ دار بالکل محروم ہو جائے، اس کو حجبِ حرمان کہا جاتا ہے۔ حجب کا قاعدہ قرآن وحدیث کی صریح نصوص سے ثابت ہے، چنانچہ آیات المواریث میں اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ صاحب ’’الدر المختار‘‘ نے حجب کے احکام کو حسبِ ذیل عبارت میں بیان کیا ہے:

’’ثُمَّ شَرَعَ فِيْ الْحَجْبِ فَقَالَ: (وَلَا يُحْرَمُ سِتَّةٌ) مِنَ الْوَرَثَةِ (بِحَالٍ) أَلْبَتَّةَ (اَلْأَبُ وَالْأُمُّ وَالِابْنُ وَالْبِنْتُ) أَيِ الْأَبَوَانِ وَالْوَلَدَانِ (وَالزَّوْجَان) وَفَرِيقٌ يَرِثُونَ بِحَالٍ، وَيُحْجَبُوْنَ حَجْبَ الْحِرْمَانِ بِحَالٍ أُخْرَى وَهُمْ غَيْرُ هٰؤُلَاءِ السِّتَّةِ سَوَاءٌ كَانُوْا عَصَبَاتٍ أَوْ ذَوِىْ فُرُوْضٍ وَهُوَ مَبْنِيٌّ عَلٰى أَصْلَيْنِ: أَحَدُهُمَا (أَنَّهُ يَحْجُبُ الْأَقْرَبُ مِمَّنْ سِوَاهُمُ الْأَبْعَدَ) لِمَا مَرَّ أَنَّهُ يُقَدَّمُ الْأَقْرَبُ فَالْأَقْرَبُ اتَّحَدَا فِى السَّبَبِ أَمْ لَا (وَ) الثَّانِيْ (أَنَّ مَنْ أَدْلٰى بِشَخْصٍ لَا يَرِثُ مَعَهٗ) كَابْنِ الِابْنِ لَا يَرِثُ مَعَ الِابْنِ وَيَخْتَصُّ حَجْبُ النُّقْصَانِ بِخَمْسَةٍ بِالْأُمِّ وَبِنْتِ الِابْنِ وَالْأُخْتِ لِأَبٍ وَالزَّوْجَيْنِ۔‘‘(۱۰)

اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ چھ رشتہ دار کسی حالت میں مجحوب (محروم) نہیں ہوتے، ماں باپ، بیٹا، بیٹی اور میاں، بیوی۔ کچھ رشتہ دار ایک حالت میں وارث ہوتے ہیں، اور دوسری حالت میں حجبِ حرمان کے ساتھ محروم ہو جاتے ہیں۔ وہ مذکورہ چھ کے علاوہ رشتہ دار ہیں، خواہ ذوی الفروض ہوں یا عصبات اور یہ دو قاعدوں پر مبنی ہے۔

پہلا قاعدہ: قریبی رشتہ دار اپنے علاوہ بعید کے رشتہ داروں کو محروم کر دیتے ہیں۔

دوسرا قاعدہ: بالواسطہ رشتہ دار اس واسطے کے ہوتے ہوئے وارث نہیں بنتا، جیسے بیٹے کا بیٹا (پوتا)، بیٹے کے ساتھ اور حجبِ نقصان پانچ رشتہ داروں کے ساتھ خاص ہے: ماں، پوتی، علاتی بہن

اور میاں، بیوی۔

اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ قانونِ حجب کی رو سے جہاں بیٹے کی موجودگی میں پوتے محجوب (محروم) ہوتے ہیں، وہاں دیگر رشتہ دار بھی دوسرے قریبی رشتہ داروں کی موجودگی میں محروم ہوتے ہیں، جن میں سے چند ایک مثالیں حسب ذیل ہیں:

۱:- ماں کی موجودگی میں جدات (دادی/ نانی) بالاتفاق محجوب ہوتی ہیں۔ (۱۱)

۲:- والد، بھائیوں اور بہنوں کو محجوب بناتا ہے۔

۳:- بھائی اور بہن، ماں کو ثلث سے سدس تک محجوب بناتے ہیں۔

۴:- بیٹے، پوتے اور والد کے سگے بھائیوں کو محجوب بناتے ہیں۔

۵:- اخیافی (ماں شریک) بھائی، اولاد، پوتوں، نواسوں، والد اور دادا کے ساتھ بالاتفاق محجوب ہوتے ہیں۔ (۱۲)

حاصل یہ ہوا کہ نصوصِ شرعیہ سے ثابت ہے کہ احکامِ میراث کا دار مدار اقربیت پر ہے، اور یہ کہ احکامِ میراث میں حجبِ حرمان و حجبِ نقصان کا اُصول جاری ہے، چنانچہ قریب کی موجودگی میں بعید محروم ہوتا ہے۔

حوالہ جات

۱:- النساء: ۷ ۲:- النساء: ۳۲

۳:- الحنفی، عبداللہ بن محمود، م: ۶۸۳ھ، الاختیار لتعلیل المختار، مطبعۃ الحلبی - قاہرۃ: ۱۳۵۶ھ) جلد: ۵، صفحات: ۸۶-۱۰۵۔

۴:- النساء: ۷ ۵:- النساء: ۳۳

۶:- القرطبی، أبوعبد اللہ محمد بن أحمد، م: ۶۷۱ھ، الجامع لأحکام القرآن (دار الکتب المصریۃ، القاہرۃ، ۱۳۸۴ھ)، جلد: ۵، صفحات: ۴۶

۷:- البخاری، محمد بن إسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الفرائض، باب میراث الولد من أبیہ وأمہ، رقم الحدیث: ۶۷۳۲ (دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ) جلد: ۸، ص: ۱۵۰۔

۸:- دیکھئے: ٹونکی، ولی حسن، مفتی، عائلی قوانین شریعت کی روشنی میں، ص: ۴۳۔

۹:- عسقلانی، شہاب الدین أحمد بن علی بن حجر، فتح الباری (دار المعرفۃ - بیروت، ۱۳۷۹ھ) جلد: ۱۲، صفحہ: ۱۳۔

۱۰:- ابن عابدین، سید محمد أمین بن عابدین الشامی، م: ۱۲۵۲ھ، ردالمحتار علی الدر المختار، (دار الفکر- بیروت، ۱۴۱۲ھ) جلد: ۶، صفحہ: ۷۸۰

۱۱:- السرخسی، شمس الائمہ، م: ۴۸۳ھ، المبسوط (دار المعرفۃ، بیروت، ۱۴۱۴ھ) جلد: ۲۹، ص: ۱۶۹

۱۲:- الحنفی، عبداللہ بن محمود، ۱۳۵۶ھ، جلد: ۵، ص: ۹۴

(جاری ہے)

* * *